سہ ماہی

فکر و نظر

علمی و دینی مجلہ

جنوری - مارچ ۱۹۹۲ء رجب - رمضان ۱۴۱۲ ھ

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE
ISLAMABAD

سہ ماہی فکرونظر اسلام آباد

تعلیمی اداروں اور کتب خانوں کے لئے منظور شدہ

(بحوالہ وزارت تعلیم مغربی پاکستان چٹھی نمبر ۶۷ ـ ۱۲۰۶۸ Bureau CD edu)

جلد ـ ۲۹	رجب ـ رمضان ۱۳۱۲ھ ـ جنوری ـ مارچ ۱۹۹۲ء	شمارہ ـ ۳

فہرست

فقہ شافعی اور علم قواعد کلیہ ـ ۳
ڈاکٹر محمود احمد غازی
حکیم مومن خان مومن اور تحریک مجاہدین ۴۳
آمیدیومائی ایلو
ترجمہ : ڈاکٹر محمد خالد مسعود
تبصرہ کتب : ۷۷
ثلاثۂ غسّالہ
اختر راہی
شاہراہ آزادی ۸۹
راجہ فخر محمد ماجد

مجلس ادارت

ڈاکٹر ظفر اسحق انصاری
(صدر مجلس)

ڈاکٹر احمد حسن
ڈاکٹر سید علی رضا نقوی
محمد میاں صدیقی

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن
(مدیر)

قیمت : ۱۰ روپے

فکرونظر اسلامی حدود کے اندر آزادی اظہار کا حامی ہے ـ
فکرونظر میں کسی مضمون کی اشاعت کا یہ مطلب نہیں کہ ادارہ ان افکار و خیالات سے لازماً متفق ہے جو اس میں پیش کئے گئے ہیں ـ

فقه شافعی اور علم قواعد کلیه ۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی

علم قواعد کلیه ، جس کے باقاعدہ آغاز اور اس موضوع پر ابتدائی تالیفات پیش کرنے کا سہرا حنفی فقہاء اور بالخصوص امام کرخی (متوفی ۳۴۰ ھ) اور امام ابو زید دبوسی (متوفی ۴۳۰ ھ) کو حاصل ہے ، اسلام کی ابتدائی صدیوں ھی سے ایک بہت مقبول اور محترم علم رہا ہے (۱) ۔ مسلمانوں نے جو فقہی علوم ایجاد کئے ان میں علم اشباہ و نظائر، علم قواعد اور علم فروق وہ علوم ھیں جن پر دنیائے اسلام بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ اس موضوع پر مسلمان فقہاء نے اتنا کام کیا ہے کہ اس کا سرسری جائزہ لینا بھی ایک طویل تحقیق اور فرصت کا متقاضی ہے۔

یوں تو تمام فقہی مسالک کے فقہاء نے علم قواعد کلیه کو اپنی تحقیق و تصنیف کا موضوع بنایا لیکن اس میں امامت کا درجه بلاشبه فقہائے احناف اور ان کے بعد فقہائے شافعیه کو حاصل ہے۔ خود امام محمد بن ادریس شافعی نے بہت سے قواعد کی دریافت کا شرف حاصل کیا اور آج تک دنیائے فقه ان کی احسان مند چلی آ رھی ہے۔ مثال کے طور پر مشہور فقہی قاعدہ اذا ضاق الامر اتسع (جب کسی معامله میں از حد تنگی پیدا ھو جائے تو اس میں وسعت پیدا کرنا ناگزیر ھو جاتا ہے (۲) امام شافعی ھی کی دریافت ہے۔ امام شافعی کی عظیم الشان موسوعائی تالیف کتاب الام (جو واقعةً فقه شافعی کی

تمام کتابوں کی ماں ہے) کا بالاستیعاب مطالعه کیا جائے تو جا بجا ایسے اصول بکھرے ہوئے ملتے ھیں جنھوں نے آگے چل کر باقاعدہ قواعد کلیه کی حیثیت اختیار کر لی ۔ مثلاً ایک جگه امام شافعی لکھتے ھیں ۔

اصل الصلح انه بمنزلة البیع ، فما جاز فی البیع جاز فی الصلح ۔

صلح کے باب میں اصل یه ہے که وہ بیع (خرید و فروخت) کی طرح ہے۔ جو معاملات بیع میں جائز ھیں وہ صلح میں بھی جائز ھیں (۳) ۔ اب یه ایک ایسا فقھی اصول ہے جس کو بعد کے بیشتر فقھاء نے اختیار کیا ۔ لیکن اس کی ابتدائی دریافت کا سھرا امام شافعی کے سر ہے۔ علامه سیوطی نے ایسے کئی قواعد کی نشاندھی کی ہے۔

لیکن یه عجیب بات ہے که امام شافعی کے ھاں ایسے بہت سے اصولوں کی موجودگی کے باوجود شافعی فقھاء نے بہت عرصه تک اس فن پر باقاعدہ توجه نہیں دی ۔ بلکه جب حنفی فقھاء کی تحریریں اور تصنیفات بہت مشہور و متداول ھو گئیں جب شافعی فقھاء نے اس موضوع پر قلم اٹھانا شروع کیا ۔ زیر نظر مقاله میں ان کوششوں کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے جو شافعی فقھاء نے علم قواعد کلیه اور اس کے متعلقه علوم اشباہ و نظائر اور فروق کے میدان میں کیں ۔

۱ ۔ قواعد الاحکام فی مصالح الانام :

قواعد کلیه کے موضوع پر فقه شافعی کی جو اولین کتاب قبولیت عام کے مقام پر فائز ہوئی وہ قاضی القضاۃ شیخ الاسلام علامه عزالدین ابن عبدالسلام السلمی (متوفی ٦٦٠ ھ) کی کتاب قواعد الاحکام فی مصالح الانام ہے۔ اگرچه تاریخی اعتبار سے یه کتاب اس

موضوع پر نہ قدیم ترین شافعی کاوش ہے اور نہ جامع ترین ، لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس سے پہلے لکھی جانے والی کتابوں کو وہ قبول عام حاصل نہ ہو سکا جو اس کتاب کو حاصل ہوا ۔ اس سے پہلے لکھی جانے والی کتابوں کی ابھی تک طباعت تک کی نوبت نہیں آ سکی جب کہ قواعد الاحکام نہ صرف ہر دور میں متداول رہی بلکہ دور طباعت آتے ہی اس کے کئی ایڈیشن سامنے آئے اور دنیائے اسلام میں پھیلے ۔ شاید اس مقبولیت و تعارف میں مصنف جلیل کے مقام و مرتبہ کو بھی دخل ہو ۔

پورا نام عبدالعزیز بن عبدالسلام بن ابی القاسم السلمی الدمشقی ہے ۔ عزّ الدین لقب ہے ، لیکن عام طور پر سلطان العلماء کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے ، اور واقعہ یہ ہے کہ ساتویں صدی ہجری کے درمیانی تین چار عشروں کے دوران ان سے زیادہ محترم و مقبول ، ان سے زیادہ با اثر اور ان سے زیادہ صاحب وجاہت کوئی اور فقیہ نہیں گذرا ۔ مشہور فقیہ و مؤرخ ، مفسر و متکلم اور محدث و صوفی علامہ تاج الدین سبکی نے جس عقیدت میں ڈوب کر ان کا تذکرہ لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے علمی حلقوں میں کتنا اونچا مقام حاصل کیا تھا (۴) ۔ ان کے اساتذہ میں علامہ سیف الدین الآمدی جیسے ائمہ فن اصول اور شاگردوں میں شیخ الاسلام ابن دقیق العبد جیسے اکابر شامل ہیں (۵) ۔

فقہی اور اصولی موضوعات پر سلطان العلماء نے ایک وقیع علمی ورثہ بعد والوں کے لئے چھوڑا ۔ علوم قرآن اور تصوف پر متعدد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کے علاوہ آپ نے فتاوی کا ایک مجموعہ اور علم قواعد اور اس سے متعلقہ مسائل پر بھی کئی کتابیں یادگار چھوڑیں ۔ علم قواعد پر پہلے ایک کتاب القواعد الکبریٰ کے نام سے

لکھی تھی جو ابھی تک مخطوطه کی شکل میں ہے۔ اس کے بارہ میں علامه سبکی کا کہنا ہے که یه کتاب ان کی امامت فن اور عظمت شان کی دلیل ہے۔ اسی طرح الفوائد کے نام سے بھی ایک غیر مطبوعه رساله موجود ہے۔ بعد میں خود ھی القواعد الکبریٰ کی تلخیص تیار کی جس کو علامه سبکی نے القواعد الصغریٰ کا نام دیا ہے (٦) ۔

علم قواعد پر علامه عزّ الدین السلمی کی جو کتاب آج کل دستیاب ہے وہ قواعد الاحکام فی مصالح الانام کے نام سے معروف ہے۔ ھمارے لئے یه کہنا مشکل ہے که یه کتاب مذکوره بالا دونوں کتابوں سے مختلف ہے یا انھی میں سے ایک ہے۔ مشہور تراجم نگار خیر الدین پاشا زرکلی نے ان کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک تو یہی قواعد الاحکام فی مصالح الانام ہے، دوسری قواعد الشریعه ہے جو ابھی تک غیر مطبوعه ہے (٧) ۔ تاھم مستشرق بروکلمان (٨) نے قواعد کے موضوع پر ان کی جن تین کتابوں کا ذکر کیا ہے ان میں قواعد الشریعه الکبری (مخطوطه لیڈن، مخطوطه برٹش میوزیم) اور القواعد الصغری (مخطوطه برٹش میوزیم) کے ساتھ ساتھ قواعد الاحکام فی مصالح الانام کے نام سے ایک الگ کتاب کا جداگانه ذکر کیا ہے۔ اس سے اندازه ھوتا ہے که زیر نظر کتاب مذکوره بالا دونوں کتابوں سے الگ ایک مستقل کتاب ہے۔ بروکلمان نے ضمیمه جلد اول (ص ٧٦٦) میں بھی فوائد فی مختصر القواعد (مخطوطه دمشق) اور قواعد الاسلام (مخطوطه قاھره) کے نام سے دو کتابوں کا ذکر کیا ہے جو بظاھر مذکوره بالا دو غیر مطبوعه کتابوں ھی کے نسخے ھیں ۔

القواعد الکبریٰ کے بارہ میں حاجی خلیفه نے لکھا ہے که اس جیسی کوئی کتاب اس موضوع پر نہیں لکھی گئی ۔ حاجی خلیفه کی رائے میں کتاب کا بیشتر مواد حلیمی کی شعب الایمان سے ماخوذ

ہے (۹) ۔ علامه زرکشی کی المنثور فی القواعد کے محقق ڈاکٹر تیسیر فائق احمد محمود کا خیال ہے که القواعد الصغریٰ کے نام سے جس کتاب کے مخطوطے ملتے هیں وہ یہی قواعد الاحکام فی مصالح الانام ہے (۱۰) ۔

قواعد کبریٰ اور قواعد صغریٰ دونوں نے ایک زمانه میں علمی حلقوں میں بڑی مقبولیت حاصل کر لی تھی ۔ مشہور شافعی فقیه قاضی عزّ الدین محمد بن احمد جماعة (المتوفی ۸۱۹ ھ) نے ان دونوں کتابوں کی تین تین شرحیں لکھیں اور تین نکت (؟) تالیف کیئے۔ نکت سے مراد غالباً وہ متفرق نکتے هیں جو ان کتابوں کے مختلف مباحث سے سامنے آئے هوں گے (۱۱) ۔

اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے که قواعد الاحکام فی مصالح الانام اس اعتبار سے تو قواعد کلیه کی کتاب نہیں ہے که اس میں الگ الگ موضوعات کے اعتبار سے قواعد بیان کئے گئے هوں، لیکن قواعدی ادب میں یه کتاب اس اعتبار سے بڑی اهمیت رکھتی ہے که بہت سے اهم فقهی اصول و قواعد کی پشت پر جو قانونی تفکیر کام کر رهی ہے اس سے بڑی مفصل بحث اسی کتاب میں کی گئی ہے ، اور ایسی بہت سی ضمنی بحثیں اس میں آ گئی هیں جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر مختلف قواعد کلیه اور ضوابط فقهیه کے علاوہ بہت سے اهم فقهی مباحث کا سمجھنا بڑا دشوار ہے۔ ان مباحث کے دوران جابجا بہت سے اهم قواعد بھی بکھرے هوئے بلکه ان مباحث کے مختلف گوشوں میں چھپے هوئے نظر آتے هیں ۔

کتاب بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہے اور دو هی بنیادی امور سے بحث کرتی ہے۔ جلد اول مصلحة اور مفسدہ کے تصورات سے نظری بحث کرتی ہے اور اس میں وہ تمام اصولی اور فقهی بحثیں آ

گئی ھیں جن کا مصلحة اور مفسدة سے بالـواسطه یا بلا واسطه کوئی تعلق ہے۔ یعنی مصالح و مفاسد کی قسمیں، ان کی تعیین کا طریقه، مفاسد سے عہدہ بر آ ھونے میں شریعت کا طریقۂ کار، شرعی سزاؤں اور مفاسد میں باھمی تعلق اور نسبت ، مصلحت اور تصور عدل ، مصلحت اور حقوق ، مفسدہ اور ضرر وغیرہ ۔ دوسری جلد میں زیادہ تر وہ مباحث ھیں جو عملی اور تطبیقی نوعیت کے ھیں ۔ ان میں دکھایا گیا ہے که مختلف فقہی ابواب و مسائل میں کس طرح مصلحت و مفسدہ کے اصول کارفرما ھوتے ھیں اور ان اصولوں کی تطبیق کی کیا کیا عملی صورتیں ھیں ۔

مصنف کا انداز بیان پوری کتاب میں اور خاص طور پر پہلی جلد میں بڑا عقلی اور سائنٹفک ہے۔ لیکن یه دیکھ کر تعجب ھوتا ہے که اپنے دور کے عام رجحان اور اسلوب نگارش سے ھٹ کر مصنف نے منطق استخراجی کے بجائے منطق استقرائی کا انداز اختیار کیا ہے۔ طرز تحریر میں بہت زور اور آمد محسوس ھوتی ہے۔ عبارت بھی اس دور کے عام انداز کے برعکس بڑی رواں اور سلیس ہے۔ یه وہ اسلوب ہے جو نصف صدی بعد اپنی بھر پور شکل میں شیخ الاسلام علامه ابن تیمیه کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔

ان نظری اور تطبیقی بحثوں میں جو اھم قواعد چھپے ھوئے ملتے ھیں ان میں بعض یه ھیں :

(۱) الوسیلة الی افضل المقاصد ھی افضل الوسائل والوسیلة الی ارذل المقاصد ھی ارذل الوسائل ۔ بہترین مقصد کا وسیله بھی بہترین ھوگا اور بدترین مقصد کا ذریعه بھی بدترین شمار ھوگا (۱۲) ۔

(۲) یقیّد العزل بالاصلح للمسلمین فـالاصلح : کسی پبلک عہدہ دار کو صرف اس صورت میں عہدہ سے ھٹایا جا سکتا ہے جب اس

کی جگه لینے والا شخص موجود لوگوں میں بہترین فرد یا اگر وہ دستیاب نه هو تو اس کے بعد بہترین فرد موجود هو۔ (مطلب یه ہے که سرکاری منصب کے لئے جو لوگ منتخب کئے جائیں وہ معاشرہ میں دستیاب بہترین لوگ هوں۔ ورنه اگر بہترین لوگ موجود نہیں هیں بلکه اس بات کا خطرہ ہے که موجودہ لوگوں سے بدتر لوگ آئیں گے تو پھر موجودہ لوگوں کو ہٹانا درست نہیں هوگا (۱۳)۔

(۳) دفع الضرر اولی من جلب النفع : کسی فائدہ یا منفعت حاصل کرنے کے لئے جو کوششیں کی جائیں گی ان کے مقابله میں وہ کوششیں بہتر اور افضل هیں جو کسی ضرر یا نقصان کو دور کرنے کے لئے کی جائیں (۱۴)۔

(۴) ما وجب بیقین فلا یبر أمنه الا بیقین : جو چیز کسی یقینی دلیل یا ثبوت کی بنیاد پر واجب هو وہ کسی ویسے هی یقینی ثبوت یا دلیل کی بنیاد پر هی ختم هو سکتی ہے۔ (ورنه نہیں) (۱۵)۔

(۵) کل تصرف تقاعد عن تحصیل مطلوبه فصو باطل : هر وہ تصرف (خرید و فروخت ، عقد یا لین دین وغیرہ) جس کا اصل مقصد هی اس سے پورا نه هو سکتا هو کالعدم اور باطل ہے۔ (مثال کے طور پر کسی آزاد انسان کی خرید و فروخت یا کسی محرم سے شادی) (۱٦)۔

(٦) ما احل لضرورة اوحاجة یقدّر بقدرها ویزول بزوالها : جو (ناجائز چیز) کسی ضرورت یا حاجت کی وجه سے(وقتی طور پر) جائز هو جاتی ہے وہ صرف اس ضرورت کی حد تک جائز هوتی ہے اور ضرورت ختم هوتے هی اس کا جواز بھی ختم هو جاتا ہے (۱۷)۔

(۷) من جمع فی التصرف بین ما یصح و مالا یصح بطل تصرفه فیما لایصح : جس شخص نے اپنے کسی تصرف میں ایسے دو کام جمع کر لئے جن میں سے ایک درست اور دوسرا نا درست ہے تو نا درست کی

حد تک اس تصرف کے کالعدم ہونے پر سب کا اتفاق رائے ہے (۱۸) ۔

(۸) الاصل فی الضمان ان یضمن المثلی بمثله والمتقوم بقیمته : ضمان (تاوان اور معاوضه) کے بارہ میں اصل یه ہے که مثلی کے بدله مثلی دیا جائے اور قیمی کے بدله قیمی ۔ (مثلی سے مراد وہ اشیاء ہیں جن سے ملتی جلتی اور جن کی ہم قیمت اشیاء بازار میں به آسانی اسی بھاؤ دستیاب ہوں ۔ اور قیمی سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کے ہر فرد کی الگ الگ قیمت طے کرنی پڑتی ہے) (۱۹) ۔

اس طرح کے بہت سے کلیات اور اصول کتاب میں جگه جگه موجود ہیں ۔ ان کے علاوہ کتاب کے مباحث اس قدر اہم اور حقائق و معارف سے لبریز ہیں که اسلامی فقه کی حقیقی کنه اور لم سے واقفیت حاصل کرانے میں بہت کم کتابیں اس درجه کی ہوں گی ۔

تخریج الفروع علی الاصول :

ساتویں صدی ہجری کے نصف اول کے شافعی فقیه علامه ابو المناقب محمود ابن احمد الزنجانی اپنے زمانے کے چند نامور ترین شافعی فقہاء میں سے تھے ۔ تاتاریوں کے ہاتھوں سقوط بغداد کے وقت دار الخلافه میں قاضی القضاۃ تھے اور انہی دنوں داعی اجل کو لبیک کہا جن دنوں دنیائے اسلام اس دردناک حادثه سے دو چار ہو رہی تھی

علامه زنجانی کی واحد کتاب جو ہم تک پہنچی ہے وہ تخریج الفروع علی الاصول ہے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے شاید اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے ۔ کتاب کا موضوع یه ہے که فقه اسلامی کے فروعی مسائل کس طرح اور کن کن اصولوں کے تحت مندرج ہوتے ہیں اور کن قواعد و اسالیب کے تحت ان کو ان اصولوں سے منظم کیا جاتا ہے ۔ کتاب کا اسلوب علمی اور سائنٹفک انداز کا ہے جس میں مصنف نے فقہی مباحث کا طرز اختیار کیا ہے ۔ کتاب کے ابواب کی

تقسیم بھی اصولی کے بجائے فقہی ہے۔ ہر باب میں متعدد فصلیں ھیں اور عموماً ہر فصل کسی ایک قاعدہ ، اصول یا ضابطہ سے شروع ھوتی ہے۔ پھر بطور مثال مختلف فقہی فروع کا ذکر آتا ہے۔ مثالوں میں مصنف نے صرف فقہ حنفی اور فقہ شافعی کے مسائل کا ذکر کیا ہے اور ان ھی دو فقہی مسالک کے محاکمہ اور مباحثہ تک خود کو محدود رکھا ہے۔

کتاب اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ اس کے مطالعہ سے غیر معمولی فقہی اور اصولی ملکہ پیدا ھو جاتا ہے۔ قاری کے سامنے فقہ شافعی کے بنیادی اصول نکھر کر آ جاتے ھیں اور جن اہم اصولی مسائل میں شافعی نقطۂ نظر حنفی نقطۂ نظر سے مختلف ہے وہ بھی واضح طور پر سامنے آ جاتے ھیں (٢٠) ۔

اگرچہ یہ کتاب براہ راست قواعد کلیہ کے موضوع پر نہیں ہے تاھم اس میں بہت سے قواعد کا ذکر آ گیا ہے اور بے شمار اصولی ضوابط سے بحث کی گئی ہے۔ ایسے قواعد کلیہ تو کتاب میں کم ھیں جو فقہ اسلامی (فروع) کے جملہ ابواب پر منطبق ھوتے ھوں لیکن ایسے ضوابط بہت ھیں جو اصول فقہ کے احکام پر منطبق ھوتے ھیں ۔ ذیل میں بطور مثال چند ایسے ضوابط نقل کئے جاتے ھیں جن سے اس کتاب میں بحث کی گئی ہے۔

(١) الامر بالشیئ لیس نہیا عن ضدہ ۔(شریعت میں) کسی بات کا حکم دیئے جانے کے لازماً یہ معنی نہیں ھیں کہ اس کی ضد کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ (٢١) ۔

(٢) النھی عن الشیئ لیس امرا بضدہ ۔ کسی بات کی ممانعت کیئے جانے کے لازماً یہ معنی نہیں ھیں کہ اس کی ضد کا حکم دیا گیا ہے (٢٢) ۔

یہ دونوں اصول امام شافعی کے نقطۂ نظر کے مطابق ھیں ۔ مصنف نے ان کی تائید میں متعدد فروعی مسائل نقل کئے ھیں ۔ لیکن امام ابو حنیفہ ان دونوں اصولوں سے اتفاق نہیں کرتے ۔

(۳) حکم الشیئ یدور مع اثرہ وجودا و عدماً ۔ کسی چیز کے حکم کا اطلاق اس چیز کے اثرات پر بھی ھوگا ۔ اگر اثرات ھوں گے تو حکم بھی ھوگا ۔ اثرات نہیں ھوں گے تو حکم بھی نہیں رھے گا ۔ یہ امام ابوحنیفہ کا نقطۂ نظر ہے (۲۳) ۔

اس طرح کے بہت سے ضوابط کتاب میں جا بجا بکھرے ھوئے ھیں ۔ مصنف نے تقریباً ھر ضابطہ کے تحت امام شافعی کے اسلوب اجتہاد کے مطابق بہت سی فروع ذکر کی ھیں اور بیشتر مقامات پر امام ابو حنیفہ کا نقطۂ نظر بھی بیان کیا ہے ۔ کتاب اس اعتبار سے بہت مفید اور اھم ہے کہ اس کے بار بار مطالعہ سے قاری امام شافعی کے اسلوب اجتہاد سے بہت مانوس اور باخبر ھو جاتا ہے ۔ ساتھ ساتھ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے مابین اصولی اختلافات کی نوعیت سے بھی آگاھی ھو جاتی ہے ۔ البتہ کہیں کہیں مصنف علام سے حنفی نقطۂ نظر کو بیان کرنے میں تسامح ھوا ہے ۔

علامہ زنجانی کی اس کتاب کا بغور مطالعہ کرنے سے اندازہ ھوتا ہے کہ انھوں نے امام ابو زید دبوسی حنفی کے قائم کردہ اسلوب تحقیق کو آگے بڑھایا ہے ۔ گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ پانچویں صدی ھجری کے اس عظیم حنفی فقیہہ نے اپنی مختصر تاریخ ساز کتاب تأسیس النظر میں اپنے بے مثال فقیہانہ تعمق اور قانونی بصیرت و مہارت سے کام لے کر علم تقابلی مطالعہ قانون کو بہت آگے بڑھایا ۔ امام دبوسی کی کتاب کا بیشتر حصہ خود فقہائے احناف کے فقہی اصولوں کے تقابلی مطالعہ سے عبارت ہے ۔ تاھم کتاب

کے آٹھویں حصه یا باب میں انھوں نے فقہائے احناف اور امام شافعی کے مختلف فیه اصولوں سے بحث کی ہے۔

یہی انداز علامه زنجانی کے هاں ملتا ہے۔ اگرچه اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے که علامه زنجانی نے امام دبوسی کی کتاب سے استفاده کیا هو ، بلکه استفاده تو کجا شاید ان کو اس کی کتاب کی اطلاع بھی نه هو۔ لیکن دونوں کتابوں کے اسلوب تحقیق میں جو کسی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے اس سے یه بات خارج از امکان قرار نہیں دی جا سکتی که علامه زنجانی بالواسطه سہی امام دبوسی کی فقہی اور اصولی تفکیر سے متأثر هوئے هوں۔ البته جو تفصیل اور وسعت نظر زنجانی کے هاں ہے وہ دبوسی کے هاں نہیں ملتی۔

التمهيد فی تخريج الفروع علی الاصول :

آٹھویں صدی کے معروف شافعی فقیه علامه جمال الدین ابو محمد عبدالرحیم بن الحسن الاسنوی (المتوفی ۷۷۲ هـ) کی تصنیف ہے۔ علامه اسنوی فقہائے شوافع میں بڑا نمایاں مقام رکھتے هیں۔ ان کا خاندان بھی مصر کے ممتاز علمی خاندانوں میں سے تھا اور ان کو علامه تقی الدین سبکی اور مجد الدین فیروز آبادی جیسے جید علماء سے بھی کسب فیض کرنے کا موقعه ملا۔ تا آنکه وه خود مصر میں سب سے بڑے شافعی فقیه کہلائے اور پورے ملک میں سرآمد فقہائے شافعیه قرار پائے۔ ان کو فقه شافعی پر اس قدر عبور حاصل ہے که اس فن کی امہات ان کے سامنے دست بسته معلوم هوتی هیں۔ امام شافعی کی کتاب الام سے لے کر اپنے زمانه تک کی تمام اهم شافعی کتابوں کے ضروری مباحث ان کو مستحضر تھے ، جیسا که ان کی تصنیفات دیکھنے سے اندازه هوتا ہے۔ درس و تدریس اور تحقیق و تصنیف کے ساتھ سرکاری ذمه داریاں نبھاتے رهے۔ محتسب اور ناظم

بیت المال کے فرائض بھی انجام دیئے ۔

علامہ اسنوی نے فقہ اور اصول فقہ کے موضوعات پر متعدد تصانیف چھوڑی ھیں ۔ لیکن معلوم ھوتا ہے کہ ان کی دلچسپی کا خاص میدان علم قواعد کا فقہی انطباق اور اس سے پیدا ھونے والے مسائل تھے ۔ اس موضوع پر ان کی اھم کتابیں یہ بتائی جاتی ھیں :

(۱) الکواکب الدریة فی تنزیل الفروع الفقھیة علی القواعد النحویة: یعنی علم نحو کے اصولوں کو جب تعبیر قانون اور تعبیر نصوص میں اپنایا جائے گا تو اس سے فقہی احکام پر کیا کیا اثرات مرتب ھوں گے ۔

(۲) مطالع الدقائق فی الجوامع والفوارق ، اس کا ذکر آئندہ صفحات میں آ رھا ہے ۔

(۳) البدور الطوالع فی الفروق والجوامع ، یہ بھی غالباً علم فروق پر تھی ۔ لیکن مصنف اپنی زندگی میں اس کو حتمی شکل نہ دے سکے ۔

(۴) الاشباہ والنظائر ، اپنی زندگی میں مکمل نہیں کر سکے اس لئے ادھوری رھی ۔

لیکن افسوس ہے کہ مطالع الدقائق کے علاوہ ان میں سے کوئی کتاب بھی آج ھمارے پاس موجود نہیں ہے ۔ ممکن ہے بقیہ کتابوں میں سے کسی کتاب کا کوئی نسخہ مکمل یا نامکمل صورت میں کسی قلمی کتب خانہ میں موجود ھو (۲۴) ۔

(۵) لیکن جس کتاب نے علامہ اسنوی کو دائمی شہرت بخشی اور فقہ اسلامی کی تاریخ میں نمایاں مقام عطا کیا وہ ان کی کتاب التمھید فی تخریج الفروع علی الاصول ہے (۲۵) ۔ موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب اور اوپر پہلے نمبر پر ذکر شدہ کتاب الکواکب الدرّیہ کے

مباحث غالباً ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے رہے ہوں گے ۔ بلکہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ التمہید ہی کے بعض نحوی مباحث کو مزید پھیلا کر الکواکب الدریۃ لکھی گئی ہو گی ، واللہ اعلم ۔

اس کتاب میں مصنف نے بہت سے اہم فقہی اصول بیان کرکے یہ دکھایا ہے کہ فقہی مسائل اور فروع پر ان کا انطباق کیسے ہوتا ہے۔ مصنف نے اپنی بیشتر گفتگو فقہ شافعی ہی کے دائرہ میں رہ کر کی ہے۔ اور اس کتاب کی ہم مضمون کئی دوسری کتابوں کے برعکس دوسرے فقہی مذاہب کی آراء سے بحث نہیں کی ۔ اس کے برعکس علامہ زنجانی نے اپنی کتاب تخریج الاصول میں اور علامہ ابن التلمسانی نے مفتاح الاصول میں دوسرے فقہی مذاہب اور ان کے نقطۂ ہائے نظر سے بھی بحث کی ہے جس سے ان آخر الذکر دونوں کتابوں کی افادیت التمہید سے زیادہ ہو گئی ہے۔

کتاب کا انداز بیان فقہی نہیں بلکہ اصولی ہے۔ مباحث کی تقسیم بھی اصول فقہ کے انداز کی ہے۔ پوری کتاب کو ایک مقدمہ اور سات اجزاء ۔ کتب ۔ میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلی چار کتابیں یا اجزاء تو چار مشہور فقہی مآخذ کتاب ، سنت ، اجماع اور قیاس سے معنون ہیں ۔ بقیہ اجزاء کے عنوانات میں مختلف فیہ ادلّہ شرعیہ ، ادلّہ کے مابین تعارض اور ترجیح اور اجتہاد و افتاء شامل ہیں ۔ کتاب میں ایک عجیب و غریب بات یہ ہے کہ تقریباً دو تہائی سے بھی زائد مثالیں صرف طلاق اور خلع کے مسائل سے متعلق ہیں ۔ بیشتر قواعد کا انطباق کرتے وقت طلاق اور خلع کے مسائل ہی کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے ، جس کی کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

اصولی مباحث کے اعتبار سے اس کتاب کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ لیکن علم قواعد کلیہ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس

کتاب کو اس موضوع پر موجود لٹریچر میں ثانوی جگه هی مل سکتی ہے اس لئے که اس کا براہ راست موضوع قواعد کلیه نہیں هیں ۔ البته ضمناً یه قواعد اس کتاب کی بحثوں میں مل جاتے هیں اس اعتبار سے اس کتاب کی حیثیت فقه حنبلی کی مشہور کتاب قواعد ابن رجب کی سی ہے۔

کتاب میں جو اهم قواعد کلیه جا بجا بکھرے هوئے ملتے هیں ان میں سے چند یه هیں :

(۱) مالا یتاتی الواجب الا به فهو واجب ۔ جس چیز کے بغیر کسی واجب پر عمل درآمد نه هو سکے وہ چیز بھی واجب هو جاتی ہے۔ یه فتح الذریعه کا مشہور اصول ہے جس کی بنیاد پر فقه کے بہت سے احکام مرتب هوئے هیں (۲٦) ۔

(۲) الانشاءات یترتب معناها علی ترتیب لفظها : وہ تمام اقدامات جن کا مقصد کوئی قانونی نتیجه پیدا کرنا هو (مثلاً طلاق، هبه ، ابراء وغیرہ) ان کے معانی کا دارومدار ان کے الفاظ کی ترتیب پر هوتا ہے (۲۷)۔

(۳) اذا أمکن اعمال اللفظ فهو أولی من الغائه ۔ جب کسی لفظ کو بامعنی قرار دینا ممکن هو تو ایسا کرنا اس کو مهمل اور لغو سمجھنے سے بہتر ہے (۲۸) ۔ یاد رهے که یہی قاعدہ بعد میں مزید نکھر کر سامنے آیا اور اب مجلة الاحکام العدلیه میں اس کے الفاظ یه هیں۔ اعمال الکلام اولی من اهماله :کلام کو بامعنی قرار دینا اس کو مهمل قرار دینے سے بہتر ہے (۲۹) ۔

(۴) اذا دار اللفظ بین التأسیس والتأکید تعین حمله علی التأسیس۔ جب کوئی لفظ (سابقه کلام کی) تاکید اور (نئے کلام کی) ابتداء دونوں کے امکانات یکساں طور پر رکھتا هو تو اس کو نئے کلام کی ابتداء سمجھا جائے گا (۳۰) ۔

(۵) الاصل ان من كان القول قوله فی شیء كان القول قوله فی صفة ذلک الشی ۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس شخص کی بات کسی چیز کے وجود کے بارہ میں مانی جائے گی تو اسی شخص کی بات اس چیز کی صفت کے بارہ میں بھی مانی جائے گی (۳۱) ۔

اس طرح کے بہت سے قواعد کتاب کے متن میں بکھرے ہوئے ہیں جن کو جمع کیا جائے تو بہت سے نئے نئے قواعد سامنے آئیں گے۔ کتاب کو ڈاکٹر محمد حسن ہیتو نے اپنی فاضلانہ تحقیق اور عالمانہ مقدمہ کے ساتھ پہلی بار ۱۹۸۰ء میں بیروت سے شائع کیا تھا ۔ بعد میں بھی کئی ایڈیشن نکلے ۔ ہمارے پیش نظر ۱۹۸۴ء کا تیسرا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے۔

علامہ جمال الدین اسنوی کی اس کتاب نے فقہی لٹریچر پر گہرا اثر ڈالا ۔ نہ صرف شافعی فقہاء بلکہ غیر شافعی فقہاء نے بھی اس سے اعتناء کیا اور اس کے اسلوب و تحقیق سے مستفید ہوئے ۔ دسویں صدی ہجری کے نامور حنفی فقیہ علامہ محمد بن عبداللہ التمرتاشی (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے اس کتاب سے متأثر ہو کر ایک کتاب لکھی جو گویا اس کی ,,حنفی ہمشیر،، تھی ۔ ان کی یہ کتاب جس کا نام انھوں نے الوصول الی قواعد الاصول رکھا اسنوی کی التمہید ہی کے طرز پر ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں بھی انھوں نے بڑی عالی ظرفی سے اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ علامہ اسنوی کی التمہید کے اسلوب سے متأثر ہوئے ہیں اور اس کتاب میں انھوں نے اس کی پیروی کی ہے۔ یہ اعتراف اس دور کے ماحول میں جب مختلف فقہی مسالک کے درمیان کشاکش اپنے عروج پر تھی مصنف علامہ تمرتاشی کی حق پسندی اور انصاف مزاجی کی دلیل ہے۔ افسوس ہے کہ یہ عالمانہ کتاب ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی اور ہنوز

مخطوطه هی کی صورت میں ہے (٣٢) ۔

المنثور فی القواعد الفقهية :

یہ آٹھویں صدی ھجری کے ترکی الاصل مصری المسکن شافعی فقیہ علامہ بدر الدین محمد بن بہادر الزرکشی الشافعی (متوفی ٧٩٤ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ زرکشی بیک وقت ایک مفسر، محدث، قانون دان ، فقیہ ، ادیب ، مورخ اور ماھر لغت تھے ۔ لیکن ان کی دلچسپی اور علمی ترکتازیوں کا خصوصی میدان علم فقه هی تها جس سے انهیں بچپن هی سے خاص شغف پیدا هو گیا تها ۔ کهتے هیں که انهوں نے نو عمری بلکه کم سنی هی میں امام نووی کا مشهور فقهی متن کتاب المنهاج زبانی یاد کر لیا تها جس کی وجه سے ان کا لقب هی المنهاجی پڑ گیا تها ۔ ان کے اساتذہ میں علامه جمال الدین اسنوی (مؤلف التمهید ، متوفی ٧٧٢ ھ) ، شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی (متوفی ٨٠٥ھ) مشهور محدث و مورخ حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی ٧٧٤ھ) اور مشهور محدث اور سیرت نگار حافظ مغلطائی (متوفی ٧٦٢ھ) جیسے نامور اهل علم شامل تھے ۔

یوں تو علامه زرکشی کی متعدد تصانیف هیں لیکن فقه کے میدان میں شاید سب سے اهم اور وقیع تصنیف ان کی ضخیم کتاب المنثور فی القواعد الفقهية هی ہے جو کویت کی وزارت اوقاف کے اهتمام سے ڈاکٹر تیسیر فائق احمد محمود کی تحقیق و تصحیح سے تین جلدوں میں چھپی ہے (٣٣) ۔ اگرچه کتاب کے اصل نام کے بارہ میں تذکرہ نگاروں میں اختلاف رها ہے تاهم کتاب کے فاضل محقق ڈاکٹر تیسیر نے اسی نام کو ترجیح دی ہے جو اوپر سطور بالا کے عنوان میں اختیار کیا گیا ہے اور جس نام سے یه کتاب چھپی ہے۔

فقہائے شافعیہ میں اس کتاب کو خاصی مقبولیت حاصل رهی اور

علامه سیوطی کی الاشباہ والنظائر کے بعد قواعد کلیه کے موضوع پر فقه شافعی کی سب سے مقبول کتاب یہی رهی ہے۔ متعدد علماء نے اس کی شرحیں اور اختصارات لکھے۔ ان میں سے حاجی خلیفه نے علامه سراج الدین العبادی کی شرح کا ذکر کیا ہے جو دو جلدوں میں ہے (۳۳)۔ اس طرح مشہور شافعی فقیه علامه عبدالوهاب شعرانی (متوفی ۹۷۳هـ) نے اس کی ایک تلخیص تیار کی تھی جو غالباً درسی مقاصد کے لئے تیار کی گئی ہو گی۔ علامه شعرانی نے اپنے اس اختصار کا نام المقاصد السنیة فی بیان القواعد الشرعیه رکھا تھا۔ علامه زرکشی کی اس کتاب کا ایک اختصار جامعه ازهر کے کتب خانه میں بھی موجود ہے جو هنوز غیر مطبوعه ہے اور وهاں خصوصی نمبر ۸٦۷ اور عمومی نمبر ۲۲۴۳۰ پر موجود ہے۔ ڈاکٹر تیسیر نے یه نسخه دیکھا ہے لیکن انهوں نے یه صراحت نہیں کی که یه اختصار علامه شعرانی کا ہے یا کسی اور کا (۳۵)۔

علامه زرکشی کی کتاب کا بالاسیتعاب مطالعه کرنے سے اندازه هوتا ہے که شاید ان کو اس کی ترتیب و تدوین پر نظرثانی کرنے کا موقعه نہیں ملا۔ انهوں نے کتاب کی ترتیب فقهی مباحث یا علمی ضروریات کے بجائے ابجدی رکھی۔ لیکن ایسا معلوم هوتا ہے که وه اس ابجدی ترتیب کو مزید بهتر بنانا چاهتے تھے لیکن غالباً اس کا موقعه نه ملا۔ اس لئے که بعض جگه ترتیب میں اغلاق اور پیچیدگی سی محسوس هوتی ہے۔ مثال کے طور پر کتاب کا آغاز جس انداز سے هوا ہے اس سے خیال هوتا ہے که وه موضوعاتی عنوانات اختیار کریں گے۔ لیکن آگے چل کر موضوعاتی عنوان کے بجائے راه راست قواعد کا ذکر شروع کر دیتے هیں۔ مثلاً کتاب کا آغاز ,,الاباحة ،، کے عنوان سے هوتا ہے۔ اس عنوان کے تحت متعدد مباحث اور کئی قواعد و

کلیات بیان کئے ـ جن میں سے چند ایک یہ ہیں :

المباحات تملک بالاستیلاء (۳۶)

المستبیح لا یملک نقل الملک بالاباحة الی غیرہ (۳۷)

لیس فی الشرع اباحة تفضی الی اللزوم الا فی النکاح (۳۸)

ان قواعد کے ساتھ ساتھ اباحة سے متعلق اور بھی اہم اور مفید بحثیں موجود ہیں ـ اباحہ کے بعد اس طرح اسی انداز سے ابراء ، اثبات ، اجل وغیرہ عنوانات ہیں ـ لیکن آگے چل کر اجل کے بعد اگلا عنوان اجتہاد کے بجائے الاجتہاد لا ینقض بالاجتہاد (۳۹) ہے جو ایک مشہور فقہی کلیہ ہے ـ پھر آخر تک پوری کتاب میں یہی چیز نظر آتی ہے ـ مزید برآں بعض مقامات پر ابجدی ترتیب کا بھی خیال نہیں رکھا گیا ـ مثلاً عنوان ,,الشفاعة،، کو ,,الشرکة،، سے پہلے رکھا گیا ہے حالانکہ مؤخر الذکر کو پہلے ہونا چاہیئے ـ

مصنف نے قواعد کلیہ بیان کرتے ہوئے ان کے شرعی مآخذ اور فقہی دلائل نہیں دیئے ـ بلکہ قواعد کے مندرجات بیان کرنے کے بعد ان کی تطبیقات کی مثالیں دینے پر اکتفاء کیا ہے ـ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو مصنف کتاب کی آخری اور حتمی نظر ثانی کے وقت ان چیزوں کا اضافہ کرنا چاہتے تھے اور نہیں کر سکے یا جیسا کہ کتاب کے محقق ڈاکٹر تیسیر نے کہا ہے (۴۰) کہ ان کے زمانہ تک یہ تمام قواعد مدون و مرتب ہو کر علمی حلقوں میں مقبول و متداول ہو چکے تھے اور ان کے اثبات کے لئے کسی شرعی استدلال کی ضرورت باقی نہ رہی تھی ـ لیکن اس رائے سے اتفاق کرنا مشکل ہے ، اس لئے کہ علامہ زرکشی کے بھی بعد آنے والے کئی فقہاء (مثلاً جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ ھ) اور زین الدین ابن نجیم حنفی (متوفی ۹۷۰ھ) نے اپنی اپنی کتابوں کے قواعد کے مآخذ اور شرعی

استدلالات کے بارہ میں مفصل بحثیں کی ھیں ۔

کتاب سے مصنف کی وسعت نظر اور فقہی مسائل سے ان کے غیر معمولی اعتناء کا پتا چلتا ہے۔ جس موضوع سے بحث کرتے ھیں اس کے اہم پہلوؤں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ھیں ۔ مثلاً جہاں نیت کی بحث کی ہے وھاں پندرہ ذیلی مباحث کا خاصی تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح شک پر گفتگو کے ضمن میں گیارہ مباحث کا، فاسد پر گفتگو کے ضمن میں سولہ مباحث کا، فسخ پر گفتگو کے ذیل میں پندرہ مباحث کا، اور نجاست پر گفتگو کے ذیل میں چودہ ضمنی مباحث کا ذکر کیا ہے۔ کتاب میں کئی ایسے قواعد بھی ملتے ھیں جو بظاھر خود علامہ زرکشی ھی کی دریافت ھیں اور ان سے قبل کسی اور مصنف یا فقیہ کے ھاں نہیں ملتے ۔ ایسے بعض کلیات یہ ھیں :

(۱) الاذن فی الشی اذن فیما یقضی ذلک الشئی ایجابه : یعنی اگر کسی کام کے کرنے کی اجازت قانونی طور پر متعلقہ مقتدرہ کی طرف سے دے دی جائے تو اس میں ان تمام چیزوں کی اجازت آپ سے آپ شامل ھو گی جو اس کام کے کرنے کے لئے ناگزیر ھیں (۳۱) ۔

(۲) تعارض الواجبین یقدم آکدھما جہاں دو واجبات میں تعارض ھو وھاں اس واجب کو ترجیح دی جائے گی جو زیادہ تاکید سے ثابت ھوا ھو (۳۲) ۔

(۳) الجهل بمعنی اللفظ مسقط لحکمه : یعنی آدمی جس لفظ یا عبارت کے معنی ھی نہ جانتا ھو اس کے بولنے یا استعمال کرنے سے اس کے قانونی اثرات مرتب نہیں ھوں گے (۳۳) ۔

(۴) الحقوق تورث کما تورث المال : جس طرح مال و جائیداد وراثت میں منتقل ھوتے ھیں اسی طرح حقوق بھی منتقل ھوتے ھیں (۳۴) ۔

(۵) الفسخ لا یقبل الفسخ : معاملہ ایک بار فسخ کر دیا جائے تو دوسری بار اس فسخ کا فسخ نہیں ہو سکتا (بلکہ از سر نو معاملہ کرنا پڑے گا) (۳۵) ۔

(٦) مایسقط بالتوبة یسقط حکمه بالاکراہ ، ومالا فلا ۔ جس چیز کی ذمہ داری توبہ سے ختم ہو جاتی ہے ۔ اس کی ذمہ داری جبر و اکراہ کی صورت میں بھی ختم ہو جاتی ہے ۔ جس کی توبہ سے نہیں ہوتی اس کی جبر و اکراہ سے بھی نہیں ہوتی (۳٦) ۔

(۷) النسیان عذر فی المنهیات دون المأمورات : بھول چوک کو ممنوعہ کاموں کے ارتکاب میں تو عذر کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے لیکن اوامر شرعیہ کے ترک کے بارہ میں نہیں (۳۷) ۔

چونکہ علامہ زرکشی شافعی المسلک ہیں اس لئے ان کے ہاں ایسے قواعد بھی ملتے ہیں جو صرف فقہ شافعی کے اجتہاد پر مبنی ہیں اور دوسرے فقہی اجتہادات ان سے اتفاق نہیں کرتے ۔ مثال کے طور پر امام شافعی کا مشہور نقطہ نظر ہے کہ شرعی رخصتوں اور سہولتوں سے وہی شخص مستفید ہو سکتا ہے جو خالصتاً کسی نیک مقصد سے وہ کام کر رہا ہو جس سے وہ رخصت یا سہولت متعلق ہے ۔ کسی ناجائز کام کی بنیاد پر رخصت نہیں مل سکتی ۔ یہ رائے فقہ شافعی کے اس کلیہ کی صورت میں علامہ زرکشی نے بیان کی ہے ۔ الرخص لاتناط بالمعاصی (۳۸) یعنی شرعی رخصتیں گناہ کے کاموں پر نہیں ملتیں ۔ لہذا اگر کوئی شخص کسی ناجائز مقصد سے سفر کر رہا ہو (مثلاً سودی کاروبار کی نیت سے) تو امام شافعی کے نزدیک وہ نہ نماز میں قصر کی سہولت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ، نہ روزہ کھول سکتا ہے اور نہ تین دن رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے ۔ اس کے برعکس امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہر مسافر ان سہولتوں سے فائدہ اٹھا

سکتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس کا سفر نیک مقصد کے لئے ہے یا غلط مقصد کے لئے ، البتہ غلط مقصد سے سفر کرنے کی سزا اس کو قیامت میں الگ سے ملے گی۔

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ علامہ زرکشی نے یہ قاعدہ تو بہت تفصیل سے بیان کیا (۴۹) لیکن یہ کہیں نہیں بتایا کہ یہ صرف امام شافعی کی رائے ہے۔ امام ابو حنیفہ اور کئی دوسرے فقہاء اس سے اتفاق نہیں کرتے۔

الاشباہ والنظائر :

یہ قواعد کلیہ کے موضوع پر فقہ شافعی کی وہ مقبول ترین کتاب ہے جس نے نہ صرف شافعی فقہاء بلکہ تمام فقہائے اسلام کو متأثر کیا اور دنیائے اسلام کے ہر علاقہ کے طالبان فقہ میں اپنا ایک نمایاں مقام بنایا ۔ مصنف نویں دسویں صدی کے مشہور و معروف ہر فن مولا عالم و مصنف علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) ہیں، جن کو تفسیر ، حدیث ، فقہ ، نحو ، لغت ، معانی وغیرہ علوم میں تبحر حاصل تھا ۔ تاریخ اسلام میں جو اساطین علم کثرت تصانیف میں مشہور ہیں ان میں ایک نمایاں نام علامہ سیوطی کا بھی ہے ، جن کی تصانیف کی کل تعداد کا اندازہ پانچ سو سے زائد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے ان میں سے متعدد کتابوں کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی اور وہ پانچ سو سال سے دینی و علمی حلقوں میں متداول چلی آ رہی ہیں ۔ ان کی ان مقبول و متداول کتابوں میں مذکورہ بالا کتاب بھی ہے جس کا پورا نام ,,الاشباہ و النظائر فی قواعد فقہ الشافعیة و فروعها ہے(۵۰) ۔ غالباً مصنف کو اپنی اس کتاب کے عدیم المثال ہونے کا بڑی شدت سے احساس تھا ۔ انھوں نے کتاب کے مقدمہ میں جہاں اس کا اور اس کے مضامین کا تعارف کرایا ہے وہاں اس احساس کی جھلک

محسوس ہوتی ہے (۵۱) ۔

کتاب سات اجزاء پر مشتمل ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) پہلا جزو جس کو مصنف الکتاب الاول کہتے ہیں ان پانچ بنیادی قواعد کلیه کی تشریح و تفسیر سے عبارت ہے جن کو فقہ اسلامی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ان پانچ قواعد میں سے چار تو وہی ہیں جو قاضی حسین نے امام ابو طاہر الدباس حنفی کے ,,مسروقہ" سات قواعد کے طرز پر مرتب کئے تھے ، پانچواں قاعدہ بعد میں شافعی فقہاء نے اضافہ کیا۔ مصنف نے اگرچہ اس جزو کے شروع میں یہی کہا ہے کہ اس میں پانچ بنیادی قواعد کا بیان ہے لیکن دراصل اس پورے جزو میں جو سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے دوسرے بہت سے قواعد اور ضوابط کا ذکر ہے۔ جابجا بے شمار ضمنی مباحث بکھرے پڑے ہیں ۔ جن سے فقہ اسلامی کے نظام اور انداز فکر کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مصنف نے یہ التزام بھی کیا ہے کہ ہر قاعدہ کا مأخذ قرآن مجید اور سنت رسول سے متعین کیا ہے اور متعلقہ احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ مثال کے طور پر پہلے ہی قاعدہ الامور بمقاصدها کے ضمن میں اس مضمون کی تمام اہم احادیث مع اختلاف متون ذکر کی ہیں اور ساتھ ہی ان کی ضروری تخریج بھی کر دی ہے۔ مزید برآں پہلے ہی قاعدہ کے ذیل میں فقہ اسلامی میں نیت اور ارادہ کے تصور پر بہت جامع اور مفصل بحث بھی کی ہے اور فقہ کے مختلف ابواب و مباحث میں جہاں جہاں نیت کا سوال بنیادی کردار ادا کرتا ہے ان کی مثالیں دے کر مدعا واضح کیا ہے۔

اسی طرح بقیہ چاروں قواعد کے بھی شرعی مآخذ اور فقہی تطبیقات کی مثالیں دینے کے ساتھ ساتھ ان سے نکلنے والے ضمنی قواعد اور ذیلی ضوابط بھی جا بجا بیان کر دیئے ہیں ۔ مصنف نے

جابجا یہ بھی بتایا ہے کہ کس قاعدہ کو سب سے پہلے کس فقیہ نے دریافت کیا اور موجودہ عبارت کا پیرایہ اس کو عطا کیا ۔ اس ضمن میں مصنف نے بیشتر مثالیں فقہ شافعی کی امہات کتب سے دی ہیں ۔ بعض قواعد کے بارہ میں انھوں نے تصریح کی ہے کہ ان کی اولین دریافت کا سہرا خود امام شافعی کے سر ہے۔ مثال کے طور پر قاعدہ اذا اضاق الامر اتسع (۵۲) یعنی جب معاملات کی تنگی حد سے بڑھ جاتی ہے تو ان میں وسعت پیدا کرنی پڑتی ہے ، ان الفاظ میں امام شافعی کی دریافت ہے ۔ اسی طرح قاعدہ ماثبت بیقین لا یرتفع الا بیقین (۵۳) یعنی جو چیز یقینی طور پر ثابت ہو اس کی یقینی حیثیت جبھی ختم ہو سکتی ہے جب اتنے ہی درجہ کی یقینی بنیاد موجود ہو ۔ یہ بھی ان الفاظ میں امام شافعی سے منسوب ہے۔

(۲) دوسرے جزو یا الکتاب الثانی میں ان چالیس قواعد کلیہ کا ذکر ہے جن کے ماتحت بہت بڑی تعداد میں جزئی صورتیں داخل ہیں۔ پہلے جزو کی طرح اس جزو میں بھی ان اصل چالیس قواعد کے ساتھ ساتھ دوسرے بہت سے ضمنی قواعد اور ذیلی ضوابط بھی بیان ہوئے ہیں ۔ مصنف نے حسب سابق ہر قاعدہ کا شرعی اور فقہی ماخذ متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں بھی علم حدیث پر ان کی ماہرانہ نظر کی مثالیں سامنے آتی ہیں اور وہ تخریج احادیث میں تمام دستیاب مآخذ کا حوالہ دیتے ہیں (۵۴) اس جزء میں بھی انھوں نے کئی قاعدوں کے اولین مرتبین کا تعین کیا ہے۔ مثال کے طور پر قاعدہ : لا ینسب للساکت قول کو امام شافعی سے منسوب کیا ہے (۵۵) ۔ اسی طرح مشہور قاعدہ کلیہ تصرف الامام علی الرعیة منوط بالمصلحة کی اصل امام شافعی کے یہ الفاظ ہیں : منزلة الامام من الرعیة منزلة الولی من الیتیم (۵٦) ۔

علامه سیوطی چونکه شافعی المسلک هیں اس لئے ان کی اس کتاب میں ایسے قواعد بھی جا بجا موجود هیں جو صرف شافعی اجتہاد کی رو سے قابل قبول هیں اور کئی دوسرے مجتہدین ان قواعد سے اتفاق نہیں کرتے ـ مثال کے طور پر قاعدہ الرخص لاتناط بالمعاصی (۸۲) کی اساس فقه شافعی کے اس اجتہاد پر ہے که جو شخص کسی سرگرمی میں ناجائز طور پر مصروف هو وہ اس سرگرمی سے وابسته شرعی سہولتوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ـ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص چوری کی نیت سے کسی دور دراز علاقه کا سفر کرے تو اس کو سفر کی شرعی سہولتوں مثلاً قصر نماز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں هوگی ـ علامه سیوطی نے اس قاعدہ کی تطبیق کی بہت سی مثالیں بیان کی هیں ـ اور اس پر کئے جانے والے بعض اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے ـ اس کے برعکس امام ابو حنیفه اس استدلال سے اتفاق نہیں کرتے ـ ان کی رائے میں سفر جائز مقصد کے لئے هو یا ناجائز مقصد کے لئے اس کا سفر کی شرعی سہولتوں کے جواز یا عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں ـ ـ

کتاب کے اس جزو میں اصل قواعد کی تعداد تو چالیس ہے لیکن ان چالیس قواعد کے ذیل میں بہت سے ذیلی قواعد اور ضوابط بھی آگئے هیں ـ

کتاب کا تیسرا جزو ان بیس قواعد پر مشتمل ہے جن کو مصنف نے اختلافی قرار دیا ہے ، یعنی جن کی بابت خود شافعی فقہاء میں اختلاف رائے موجود ہے ـ لیکن ان بیس قواعد کو قواعد کے بجائے مباحث کہا جاتا تو زیادہ موزوں هوتا ـ اس لئے که ان میں سے بیشتر وہ هیں جو مشکل هی سے ,,قاعدہ،، کی فقہی اور اصطلاحی تعریف میں آتے هیں ـ مثال کے طور پر پہلا هی ,,قاعدہ،، یه ہے که نماز جمعه

ظہر کی قصر شدہ نماز ہے یا کوئی مستقل بالذات نماز جو ظہر کی جگہ فرض کی گئی ہے ؟ اس معاملہ میں فقہ شافعی میں یہ دونوں ھی نقطہ ھائے نظر پائے جاتے ھیں اور دونوں کی تطبیق کی مثالیں مصنف نے دی ھیں ۔ تاھم کتاب کے اس جزو میں بھی کئی اھم قواعد آ گئے ھیں ، جن میں سے چند ایک یہ ھیں :

(۱) یغتفر فی الدوام مالا یغتفر فی الابتداء ۔ جو امور کسی چیز کے آغاز میں نظر انداز نہیں کئے جا سکتے وہ اس چیز کے (شروع ہونے کے بعد اس کے) جاری رہنے کے دوران نظر انداز کئے جا سکتے ھیں (۵۸) ۔

(۲) ینزل الاکتساب منزلة المال الحاضر ۔ (بعض معاملات میں) روزی کمانے کی یقینی صلاحیت کو موجود مال کے تمام قائم مقام سمجھا جائے گا (۵۹) ۔ یعنی جس شخص کے پاس فی الحال کوئی پیسہ موجود نہ ھو لیکن اس کا روزگار لگا ھوا ھو اور یقینی طور پر اس کو پیسہ ملنے والا ھو تو سمجھا جائے گا کہ اس کے پاس پیسہ موجود ہے ۔ مثلاً ایسا شخص مستحق زکوة نہیں سمجھا جائے گا ۔

کتاب کا چوتھا جزو ان کثیر الوقوع مسائل و احکام کے بارہ میں ہے جن کا جاننا ھر فقیہ کے لئے ضروری ہے اور جن سے ناواقفیت ایک فقیہ کے لئے بہت نامناسب ہے ۔ ضخامت کے اعتبار سے یہ کتاب کا سب سے طویل جزو ہے اور تقریباً دو سو سینتیس صفحات پر پھیلا ھوا ہے ۔ اگرچہ خود مصنف نے اس جزو کے عنوان میں قواعد کا ذکر نہیں کیا لیکن اس جزو میں جابجا بہت سے قواعد و ضوابط بکھرے ھوئے ھیں جن کی تعداد پہلے تینوں اجزاء میں بیان کردہ قواعد و ضوابط سے زیادہ ہے ۔ ان قواعد و ضوابط کے علاوہ اس حصۂ کتاب میں بہت سے ایسے قیمتی مباحث بھی موجود ھیں جن کے ذریعے قواعد کلیہ کو

سمجھنے اور ان کی تطبیقات کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اس حصہ میں خاص طور پر اور پوری کتاب میں عام طور پر جو بات بہت نمایاں ہے وہ اهم فقہی احادیث کی تخریج ہے جس سے نہ صرف احادیث کے مختلف متون کو جمع کرنے میں مدد ملتی ہے بلکہ مختلف احادیث کا روایتی درجہ اور استنادی حیثیت کا تعین کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

اس جزء میں جو اهم اصول اور قواعد بکھرے ہوئے ھیں ان میں چند بطور مثال یہ ھیں :

(۱) کل من علم تحریم شی وجھل مایترتب علیہ لم یفدہ ذلک (٦٠) جو شخص کسی چیز کے حرام ہونے (یا قانوناً ممنوع ہونے) کا علم رکھتا ہو لیکن اس حرمت یا ممانعت پر مترتب ہونے والے نتائج و احکام سے بے خبر ہو تو یہ بے خبری اسے کوئی فائدہ (چھوٹ) نہیں دے سکتی۔

(۲) تجری علی الذمی احکام المسلمین ، یعنی ذمی پر (اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری پر جس کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت نے لی ہو) وھی قوانین و احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ھیں (٦١)۔

(۳) الولد یتبع اشرف الابوین دیناً : بچہ اپنے ماں باپ میں سے اس کے دین پر مانا جائے گا جس کا دین بہتر ہو (مثلاً ایک مسلمان اور ایک یہودی ہو تو بچہ مسلمان مانا جائے گا۔ اگر ماں باپ میں سے ایک عیسائی اور ایک مشرک ہو تو بچہ عیسائی مانا جائے گا) (٦٢)۔

(۴) کل عقد اقتضی صحیحہ الضمان فکذلک فاسدہ : جو عقد صحیح ہونے کی صورت میں موجب ضمان ہوگا وہ فاسد ہونے کی صورت میں بھی موجب ضمان ہوگا (٦٣)۔

(۵) کل تصرف تقاعد عن تحصیل مقصوده فهو باطـل : هر وہ تصرف جس کا اصل مقصد حاصل ہونا نا ممکن ہو باطل متصور ہوگا۔ مثـال کـے طور پر کسی محرم خاتون سے نکاح، کسی حرام کام کے لئے کسی کی خدمات حاصل کرنا وغیرہ (۶۴) ۔

(۵) یغتفر فی الفسوخ مالا یغتفر فی العقود : کسی عقد کو فسخ کرنے میں بہت سی ایسی چیزیں نظر انداز کر دی جاتی ہیں جو خود عقد کرتے وقت نظر انداز نہیں کی جاتیں (۶۵) ۔

(۷) الصریح لا یحتاج الی نیة والکنایة لا تلزم الا بنیة : جو بات صراحة کہہ دی جائے اس (کے نتائج و مضمرات کا تعین کرتے وقت کہنے والے) کی نیت کا اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ البتہ جو بات کنایةً کہی جائے گی اس کے نتائج و مضمرات اسی وقت لازمی طور پر پیدا ہوں گے جب ان کی نیت موجود ہوگی (۶۶) ۔

(۸) من ملک التنجیز ملک التعلیق و من لا فلا : جو شخص کوئی فعل یا تصرف فی الوقت حتمی طور پر کر سکتا ہے وہ اس کو آئندہ کسی شرط سے مشروط اور معلق بھی کر سکتا ہے۔ جو وہ نہیں کر سکتا وہ یہ بھی نہیں کر سکتا (۶۷) ۔

اس طرح کے بہت سے قواعد ، ضوابط اور فقہی اصول کتاب کے چوتھے جزو میں موجود ہیں ۔

کتاب کے پانچویں جزو کو مصنف نے نظائر ابواب کا عنوان دیا ہے۔ اس میں طہـارت اور نماز کے ابواب سے لے کر معروف فقہی ترتیب کے مطابق تمام اہم فقہی ابواب موجود ہیں ۔ اس کا موضوع بعض مسائل فقہی امور پر بحث کرکے ان کے احکام کا تعین کرنا ہے۔ اس جزو میں عمومی انداز کے قواعد کلیہ تو بہت کم ہیں البتہ ایسے فقہی ضوابط بہت ہیں ۔ جو خاص خاص فقہی ابواب سے متعلق

هوں ۔ فقه کے طلبه کو فقهی امور پر پخته گرفت حاصل کرنے میں اس باب کے مباحث بہت ممد و معاون ثابت هو سکتے هیں ۔ اس لئے که مصنف علام نے قریب قریب تمام اهم فقهی ابواب میں ایسے گر بلکه چٹکلے بیان کئے هیں جنسےاس باب کےاهم مسائل گرفت میں آ جاتے هیں ۔ ان مباحث کے ضمن میں جابجا جو ضوابط بیان هوئے هیں وه اس پورے جزو کی جان هیں ۔ بعض جگه مصنف نے قاعده کی اصطلاح استعمال کرکے ضوابط بیان کئے هیں لیکن هم نے اس مقاله کے آغاز میں قواعد اور ضوابط کی اصطلاح کا جو مفهوم قرار دیا تھا اس کی رو سے اس جزو میں مذکوره قواعد سب کے سب ضوابط هی هیں ان کو قواعد کہنا درست نہیں ۔ ان ضوابط میں سے چند بطور مثال ذیل میں درج کئے جاتے هیں :

(۱) کسی عبادت کو اس کی انجام دهی کے بعد واقع هونے والا کوئی واقعه کالعدم اور باطل نہیں کر سکتا ۔ (۶۸) ۔ مصنف نے یه ضابطه شافعی فقیه ابن القاص کے حواله سے نقل کیا ہے۔ لیکن اس کی اس عمومیت سے اتفاق کرنا مشکل ہے۔

(۲) جس خرید و فروخت کے معامله میں خیار مجلس جائز ہے اس میں خیار شرط بھی جائز ہے۔ سوائے ان چیزوں کے جن میں فوری قبضه ضروری ہے۔ (مثلاً سونے چاندی کی خرید و فروخت) (۶۹) ۔

(۳) جس چیز کا رهن درست ہے اس کا تاوان بھی درست ہے (۷۰) ۔

(۴) جو شخص کسی تصرف یا عقد کے کرنے کا اختیار رکھتا ہے وه اس کے باره میں یه اقرار کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہے که اس نے وه تصرف یا عقد کیا تھا ۔ (اس میں بعض مستثنیات بھی هیں) مثال کے طور پر جو شخص اپنی جائیداد دوسرے کو هبه کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس کا یه اختیار بھی تسلیم کیا جائے گا که وه یه اقرار کرے که

اس نے اپنی جائیداد دوسرے کو ھبہ کر دی ہے (۷۱) ۔

(۵) اقرار انشاء کا قائم مقام نہیں ھو سکتا ۔ (انشاء سے یہاں مراد ہے کسی تصرف یا عقد کو عمل میں لانا) (۷۲) ۔ اس لئے کہ اقرار ایک خبر ہے جو محتمل صدق و کذب ہے اور انشاء ایک فعل ہے جس میں کذب کا احتمال ھی نہیں ۔

(٦) جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہے اس کا ھبہ بھی جائز ہے ، ورنہ نہیں (۷۳) ۔

کتاب کا چھٹا جزو فروق کے بارہ میں ہے ۔ مصنف نے اس کا عنوان : الکتاب السادس فی ابواب متشابھة و ما افترقت فیه قرار دیا ہے ۔ یعنی چھٹی کتاب ان امور کے بیان میں جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ھیں لیکن بعض پہلوؤں سے ایک دوسرے سے جدا جدا ھیں ۔ اس جزو میں مصنف نے مختلف فقہی ابواب مثلاً وضو اور غسل ، اذان و اقامت ، نمازوں ، وغیرہ سے لے کر نکاح و طلاق ، اور دوسرے دیوانی اور فوجداری معاملات میں زیر بحث آنے والے بظاھر مماثل اور درحقیقت مختلف مباحث کا ذکر کیا ہے ۔ مثال کے طور پر وضو اور تیمم کن کن معاملات میں ایک دوسرے سے مختلف ھیں ، اس سوال کے جواب میں مصنف علام نے بیس ایسے امور بیان کئے ھیں جو وضو اور تیمم کو ایک دوسرے سے ممیز کرتے ھیں (۷۴) ۔ اس طرح اذان اور اقامت کے درمیان تیرہ فرق بتائے ھیں (ص ۵۱۹ ۔ ۵۲۰) اسی طرح حرم مکہ اور حرم مدینہ کے احکام میں نو اعتبار سے فرق بیان کیا ہے (۷۵) ۔ اسی طرح شہادت (گواھی) اور روایت حدیث کے مابین بیس فرق بیان کئے ھیں (۷٦) ۔

کتاب کا ساتواں اور آخری جزو متفرق نظائر کے بارہ میں ہے ۔ اس میں بعض اھم اصولی بحثیں آ گئی ھیں ۔ مثال کے طور پر گیارہ

ایسی صورتیں بیان کی ھیں جہاں ایک ھی چیز کے دو متضاد پہلو بیک وقت اختیار کئے جانے ضروری ھیں (۷) ۔ ان گیارہ مثالوں سے مصنف کی دقت نظر اور عمیق فقہی بصیرت کا اندازہ ھوتا ہے۔ اسی طرح تیرہ صورتیں وہ بیان کی ھیں جہاں صرف وقت گذرنا فعل کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے (۸) ۔

کتاب کے آخر میں پینتالیس اشعار پر مشتمل ایک نظم ہے جس میں کسی فقیہ شاعر یا شاعر فقیہ نے ان تیس صورتوں کو نظم کر دیا ہے۔ جن میں فقہ شافعی کی رو سے ناواقفیت کو ایک جائز عذر نہیں مانا جائے گا ۔ یاد رھے کہ دنیا کے دوسرے بہت سے قوانین کے برعکس فقہ اسلامی میں قانون سے ناواقفیت کو بہت سی صورتوں میں ایک جائز عذر کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کرام نے بڑی فاضلانہ بحثیں کی ھیں کہ کہاں اس ناواقفیت کو جائز عذر مانا جائے اور کہاں نہ مانا جائے ۔ مذکورہ نظم میں شاعر فقیہ نے وہ تیس صورتیں نظم کر دی ھیں جن میں ان کے نزدیک ناواقفیت عذر نہیں ہے (۹) ۔

مذکورہ بالا اشارات سے اندازہ ھو سکتا ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی کی یہ کتاب نہ صرف فقہ شافعی میں بلکہ پورے فقہ اسلامی میں اپنے موضوع پر لکھی جانے والی نمایاں ترین اور مقبول ترین کتابوں میں سے ہے۔ اصل کتاب کے کئی ایڈیشن عرب دنیا میں شائع ھو کر مقبول ھو چکے ھیں ۔ مختلف شافعی فقہاء نے اس کی شرحیں اور حاشیے بھی لکھے ۔ لیکن افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان کتاب کے ترجمہ سے اردو کا دامن ابھی تک خالی ہے۔

علامہ سیوطی نے یہ کتاب لکھنے سے قبل قواعد کے موضوع پر اولاً ایک مختصر سا رسالہ لکھا تھا جس کا نام انھوں نے شوارد

الفوائد فی الضوابط والقواعد (یعنی فقھی قواعد و وضوابط کے بارہ میں چند منتشر فوائد یا یاد داشتیں) رکھا تھا ۔ یہ کتاب ان کے زمانہ ھی میں بڑی مقبول ھوئی تو ان کو خیال ھوا کہ اس کو بنیاد بنا کر ایک جامع تر اور مفصل تر کتاب لکھی جائے ۔ اس خیال نے عملی شکل اختیار کی تو یہ کتاب سامنے آئی جس کا تعارف اوپر گذرا ۔ علامہ کے بقول پہلی کتاب اس موجودہ کتاب کے مقابلہ میں دریا کے ایک قطرہ اور موتیوں کے ایک گلدستہ کے مقابلہ میں گلدستہ کے ایک دانہ کی ہے (۸۰) ۔ بظاھر علامہ کی یہ ابتدائی کوشش ناپید ھو گئی اور ان کے نقش ثانی نے نقش اول دھندلا یا ھی نہیں سرے سے مٹا ھی ڈالا۔

فقہ شافعی کی ان کتابوں کے علاوہ جو شائع ھو کر آج معروف و متداول ھو چکی ھیں کئی کتابیں اور بھی ھیں جن کی علمی اھمیت کم نہیں ہے لیکن ابھی تک ان کو زیور طبع سے آراستہ ھونے کا موقع نہیں ملا ۔ ان میں سے چند کتابوں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے :

(الف) الاشباہ و النظائر : یہ کتاب آٹھویں صدی کے مشہور شافعی فقیہ علامہ تاج الدین عبد الوھاب سبکی (متوفی ۷۷۱ ھ) کی تالیف ہے اور اس موضوع پر لکھی جانے والی بہترین کتابوں میں سے ہے۔ اس کا ناقص الاول قلمی نسخہ جامعہ ازھر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

ڈاکٹر تیسیر فائق احمد محمود کا (جنھوں نے اس کے مخطوطہ کا مطالعہ کیا ہے) بیان ہے کہ یہ کتاب مصنف کی وسعت معلومات ، فقہ پر زبردست عبور اور گرفت اور فقھی جزئیات پر ان کے بے پناہ استیعاب و استحضار کا ثبوت ہے۔ مصنف نے کتاب کی ترتیب میں فقھی ابواب کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ قواعد کو اصل قرار دے کر پھر ھر فقھی باب میں اس کے انطباق کی مثالیں بیان کی ھیں ۔ اس کا اسلوب وہ

ہے جو سیوطی کی اشباہ و نظاہر کے پہلے جزو کا ہے جس میں پہلے ایک قاعدہ بیان کر کے پھر اس کی عملی تطبیق کی مثالیں مختلف فقہی ابواب سے دی گئی ھیں ۔ ڈاکٹر تیسیر کے بقول یہ ایک عظیم الشان فقہی ذخیرہ ہے جو مصنف نے جمع کر دیا ہے۔ مصنف نے اتنی کثرت سے مثالیں دی ھیں کہ خیال ھوتا ہے کہ شاید ان مثالوں سے باھر اب ان قواعد کی تطبیق کی کوئی مثال دینا ممکن نہیں ہے۔

مصنف نے فروعی مثالیں دینے کے علاوہ ایسے بے شمار نکتے اور فوائد بھی جا بجا بیان کئے ھیں جن کی خود اپنی جگہ بڑی علمی حیثیت ہے اور جن کے مطالعہ سے فقہ میں تعمق حاصل ھوتا ہے۔ اس لئے کہ اس باب میں مصنف کے ھاں بڑا استیعاب پایا جاتا ہے جس سے قاری کی نظر میں اس متعلقہ اصول کے تحت آنے والے سارے جزئیات بیک وقت آ جاتے ھیں ۔

کتاب کی عبارت آسان ، سلیس ، پیچیدگی سے دور اور اطناب و ایجاز کے دونوں عیوب سے پاک ہے۔ لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایسی عظیم الشان کتاب اب تک تحقیق و طباعت کے مراحل سے گذرنے کی منتظر ہے (۸۱) ۔

(ب) کتاب الاعتناء فی الفرق والاستثناء : یہ کتاب شافعی فقیہ بدر الدین محمد بن ابی بکر بن سلیمان البکری کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر محمد طموم کا جنھوں نے اس کے مخطوطہ کا مطالعہ کیا ہے۔ بیان ہے کہ کتاب میں کل چھ سو بنیادی قواعد بیان کئے گئے ھیں اور ھر قاعدہ سے نکلنے والے فوائد کا بھی تفصیلی ذکر کیا گیا ہے ۔ مقدمۂ کتاب میں علامہ بدر الدین البکری، نے سبب تالیف کا ذکر کرتے ھوئے لکھا ہے کہ انھوں نے پچھلے اھل دانش کی متعلقہ کتابوں کا اختصار کرکے یہ کتاب تیار کی ہے (فشرعت فی جمع هذا الکتاب مختصراً من

کلام ذوی الالباب) اس کام کے لئے چھ سو قواعد جمع کئے ھیں اور ہر قاعدہ سے بڑے عظیم الشان نکات اور مباحث کا استنباط و استخراج کیا ہے۔

کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے۔ چنانچہ کتاب الطہارۃ سے کتاب شروع ھوتی ہے اور بقیہ ابواب مختلف کتب کے نام سے فقہاء کی مانوس ترتیب کے مطابق آتے ھیں ۔ ہر کتاب کی ذیلی تقسیم ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں پہلے اصل مسئلہ کی شرائط اور پھر متعلقہ قواعد سے بحث ھوتی ہے ۔ مصنف پہلے قاعدہ بیان کرتے ھیں اور پھر اس کی مستثنیات ایک ایک کرکے گنواتے ھیں ۔ بعض مسائل میں دوسرے (غیر شافعی ؟) فقہاء کے اعتراضات نقل کرکے ان کا جواب بھی دیتے ھیں ، اگر ایک جیسے دو امور میں فرق ھو تو اس کی نشاندھی بھی کرتے ھیں ۔

ڈاکٹر محمد طموم اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ھیں : وھو کتاب ملئی بعلم منظم و مقسم تقسیما فریدا مما یساعد علی تحصیلہ ۔ یہ کتاب علم سے پر ہے، مباحث بڑے منظم انداز میں بیان ھوئے ھیں اور ان کی تقسیم بڑی منفرد نوعیت کی ہے جس کی وجہ سے کتاب سے استفادہ میں بڑی مدد ملتی ہے۔

کتاب کا ایک مخطوطہ دار الکتب المصریہ (قاھرہ) میں نمبر ۳۵م فقہ شافعی پر موجود ہے (۸۲) ۔

(ج) کتاب المعایاۃ فی العقل : یہ کتاب پانچویں صدی ھجری کے شافعی فقیہ ابو العباس احمد بن محمد الجرجانی الشافعی المتوفی ۴۸۲ ھ کی تصنیف ہے۔ زیادہ مشہور نام کتاب الفروق للجرجانی یا فروق الجرجانی ہے۔ کتاب ابھی شائع نہیں ھوئی۔ مخطوطات موجود ھیں ۔ ایک مخطوطہ دار الکتب المصریہ (قاھرہ) میں نمبر ۹۱۵/ فقہ

شافعی پر موجود ہے۔

مصنف نے کتاب کی ترتیب عام فقہی ابواب کے مطابق رکھی ہے اور عنوانات بھی عام فقہی انداز ھی کے اختیار کئے ھیں۔ لیکن انداز میں یکسانیت نہیں ہے۔ بعض ابواب میں زیادہ تر بحث فروق کے بارہ میں ہے۔ بعض دوسرے ابواب میں متعلقہ فقہی احکام کی تفصیل بیان کی ہے ، جب کہ بعض اور ابواب میں سوال و جواب کا انداز اپنایا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد طموم کی رائے میں انداز بیان چیستان جیسا ہے (۸۳) ۔

(د) کتاب الجمع والفرق : شافعی فقیہ ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ الجوینی کی تصنیف ہے۔ کتاب کا بنیادی موضوع فروق ہے اور مختلف مسائل کا ذکر کرکے ان کے مابین فرق کو واضح کیا ہے۔ مباحث کی ترتیب فقہی ہے۔ مختلف ملتے جلتے مسائل کو ایک مشترک عنوان کے تحت ذکر کرتے ھیں۔ سب سے پہلے متعلقہ مسئلہ کے بارہ میں امام شافعی کی رائے نقل کرتے ھیں جو ان کے دو نامور ترین شاگردوں امام ربیع بن سلیمان المرادی اور امام مزنی کے حوالہ سے ھوتی ہے۔ عموماً فقہاء کی اختلافی آراء نقل نہیں کرتے اور صرف اپنے امام کی رائے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ھیں۔ مختلف مسائل و معاملات کے بارہ میں فرق سے بحث کرنے میں بہت تعمق اور گہرائی سے کام لیتے ھیں۔

الجمع والفرق بھی ابھی شائع نہیں ھوئی۔ اس کا ایک قلمی نسخہ دار الکتب المصریہ میں نمبر ۸۰/فقہ شافعی پر موجود ہے (۸۴)۔

(ھ) مطالع الدقائق فی تحریر الجوامع والفوارق : یہ انہی نامور شافعی فقیہ علامہ ابو محمد جمال الدین عبدالرحیم بن حسن بن علی بن عمر بن ابراهیم الاموی الاسنوی المصری کی تصنیف ہے۔ جن

کی مایۂ ناز کتاب التمهید کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کا اصل موضوع تو فروق ہے لیکن مضمون کی قربت کی وجہ سے یقیناً قواعد کلیه سے متعلق بحثیں بھی موجود ہوں گی۔ مصنف نے مقدمه میں ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جو ان سے قبل اس موضوع پر لکھی جا چکی تھیں۔ ان کا تذکرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں که زیر نظر کتاب میں عموماً انہی قدیم مصنفین کے اسلوب کی پیروی کی گئی ہے، تاہم بعض اوقات ان کلیات کی نشاندھی صراحت سے نہیں کی گئی جو مشترکه نوعیت کے مسائل پر منطبق ہوتے ہیں اس لئے که مثالوں سے کلیات خود ہی واضح ہو جاتے ہیں۔ بعض جگه مصنف نے ان فقہاء کی رائے سے اختلاف کیا ہے جو متعلقه مسائل و معاملات میں فرق کرنے کے قائل ہیں۔ مصنف کا خیال ہے که ان معاملات میں اسباب فرق بہت کمزور ہیں اس لئے ان کی بنیاد پر فرق قائم کرنا درست نہیں۔

مطالع الدقائق بھی ابھی شائع نہیں ہوئی دار الکتب المصریه میں اس کا ایک قلمی نسخه نمبر ۲۷۷، فقه شافعی پر موجود ہے(۸۵)۔

(و) اللیث العابس فی صدمات المجالس : یه کتاب شافعی فقیه اسمعیل بن معلی المحلی الشافعی کی تالیف ہے۔ دراصل یه ایک بہت مختصر رساله ہے جس میں مصنف نے بعض اہم قواعد، اصولی مباحث اور اصطلاحات کے درمیان فرق کو جامعیت اور اختصار کے ساتھ اس غرض سے بیان کیا ہے که اس کا یاد کرنا مشکل نه ہو۔ مثال کے طور پر شرط لازم اور شرط غیر لازم کے درمیان فرق، شرط اور سبب کے درمیان فرق، سبب اور علت کے درمیان فرق، علت اور دلیل کے مابین فرق، علت اور حجت کے مابین فرق وغیرہ سے بحث کی ہے۔ ڈاکٹر محمد طموم کی رائے میں اپنے اختصار کے باوجود یه ایک بہت مفید

رسالہ ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ دار الکتب المصریہ میں نمبر ۱۷۶/اصول پر موجود ہے (۸۶)۔

(ر) ایک اور مختصر رسالہ جس کا ڈاکٹر محمد طموم نے ذکر کیا ہے وہ علامہ بلقینی شافعی کا رسالہ فی الفروق ہے۔ جس میں چھ اہم اصولی بحثوں کے مابین فروق کو بیان کیا ہے۔ یہ بھی دار الکتب المصریہ میں نمبر ۲۵۵/۹۷ ب پر موجود ہے (۸۷)۔

حوالہ جات

۱۔ علم قواعد کلیہ کے آغاز و ارتقاء پر گفتگو کے لئے دیکھئے راقم سطور کا مضمون : قواعد کلیہ اور ان کا آغاز و ارتقاء۔ بابت فکرونظر ، اپریل ۔ جون ۱۹۸۹ء۔

۲۔ دیکھئے سیوطی ، جلال الدین ، الاشباہ والنظائر فی قواعد و فروع فقہ الشافعیہ ، طبع بیروت ، ۱۹۸۳ء ، ص ۸۳۔

۳۔ شافعی ، محمد بن ادریس ، کتاب الام ، جلد سوم ، ص ۲۲۱۔

۴۔ السبکی ، تاج الدین : طبقات الشافعیہ الکبری

۵۔ حوالہ بالا

۶۔ حوالہ بالا

۷۔ زرکلی ، خیر الدین : الاعلام

۸۔ بروکلمان ، تاریخ ادبیات عرب (جرمن) جلد اول ، ص ۵۵۴

۹۔ حاجی خلیفہ ، کشف الظنون

۱۰۔ تیسیر فائق احمد محمود ، مقدمہ التحقیق ، المنثور فی القواعد للزرکشی ،

۱۱۔ حاجی خلیفہ ، کشف الظنون جلد دوم ص ۱۳۵۹ ۔ ۱۳۶۰۔

۱۲۔ عز الدین سلمی ، قواعد الاحکام فی مصالح الانام ، طبع قاہرہ ، جلد اول ، ص ۳۶

۱۳۔ حوالہ بالا ، ص ۶۹

۱۴۔ حوالہ بالا

۱۵۔ حوالہ بالا ، جلد دوم ، ص ۵۱

۱۶۔ حوالہ بالا ، جلد دوم ، ص ۱۲۱

۱۷۔ حوالہ بالا ، ص ۱۳۱

۱۸۔ حوالہ بالا ، ص ۱۵۴

۱۹ ـ حواله بالا ، ص ١٦٦
۲۰ ـ زنجانی ، تخریج الفروع علی الاصول ، تحقیق ڈاکٹر محمد ادیب صالح
۲۱ ـ حواله بالا ، ص ۲۵۱
۲۲ ـ حواله بالا
۲۳ ـ حواله بالا ، ص ٢٦٩
۲۴ ـ یه معلومات ڈاکٹر محمد حسین هیتو کے مقدمه تحقیق سے ماخوذ هیں ، طبع ۱۹۸۴ء
۲۵ ـ طبع بیروت ۱۹۸۴ء تحقیق ڈاکٹر محمد حسین هیتو
۲٦ ـ جمال الدین اسنوی ، التمهید فی تخریج الفروع علی الاصول ، بیروت ، ۱۹۸۴ء ، ص ۸۳ ـ
۲۷ ـ حواله بالا ، ص ۱۳۳
۲۸ ـ حواله بالا ، ص ۱۵۱
۲۹ ـ مجلة الاحکام العدلیة ، دفعه ٦٠
۳۰ ـ جمال الدین اسنوی ، التمهید ، ص ١٦٧
۳۱ ـ حواله بالا ، ص ۱۸۰
۳۲ ـ علامه تمرتاشی کی کتاب کے باره میں یه معلومات فاضل اجل اور معاصر شامی فقیه علامه ڈاکٹر محمد ادیب صالح کے اس مختصر مگر عالمانه مقدمه سے ماخوذ هیں جو انهوں نے علامه زنجانی کی کتاب تخریج الفروع علی الاصول (طبع بیروت ، ۱۹۸۲) پر لکها ہے ـ
۳۳ ـ المنثور فی القواعد الفقهیه ، تین جلدیں ، طبع کویت ، ۱۹۸۲ء تحقیق ڈاکٹر تیسیر فائق احمد محمود ـ
۳۴ ـ حاجی خلیفه ، کشف الظنون ، جلد دوم ، ص ۱۳۵۹
۳۵ ـ المنثور فی القواعد الفقهیه ، ج اول ، مقدمۃ تحقیق
۳٦ ـ حواله بالا ، ص ۳۷ ، ۴۷
۳۷ ـ حواله بالا ، ص ۴۷
۳۸ ـ حواله بالا ، ص ۵۷
۳۹ ـ حواله بالا ، ص ۹۳
۴۰ ـ حواله بالا ، ص ۴۸
۴۱ ـ حواله بالا ، ج ۱ ، ص ۱۰۸
۴۲ ـ حواله بالا ، ج ۱ ، ص ۳۳۹
۴۳ ـ حواله بالا ، ج ۲ ، ص ۱۳
۴۴ ـ حواله بالا ، ج ۲ ، ص ۵۵
۴۵ ـ حواله بالا ، ج ۳ ، ص ۴۳
۴٦ ـ حواله بالا ، ج ۳ ، ص ۱۵۵
۴۷ ـ حواله بالا ، ج ۳ ، ص ۲۷۲
۴۸ ـ حواله بالا ، ج ۲ ، ١٦٧
۴۹ ـ حواله بالا ، ج ۲ ، ص ١٦٧ ـ ۱۷۰
۵۰ ـ جلال الدین اسیوطی : الاشباه والنظائر ، بیروت ، ۱۹۸۳ء
۵۱ ـ حواله بالا ، ص ۳ ـ ۵

58579

۵۲ ۔ حوالہ بالا ، ص ۸۳

۵۳ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵۵

۵۴ ۔ مثلاً حوالہ بالا ، ص ۱۲۲ ۔ ۱۲۳

۵۵ ۔ حوالہ بالا ، ۱۳۲

۵۶ ۔ حوالہ بالا ، ص ۱۲۱

۵۷ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۸ ۔ ۱۳۰

۵۸ ۔ حوالہ بالا ، ص ۱۸۶

۵۹ ۔ حوالہ بالا ، ص ۱۸۰

۶۰ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۰۱

۶۱ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۵۴

۶۲ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۶۷

۶۳ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۸۳

۶۴ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۸۵

۶۵ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۹۳

۶۶ ۔ حوالہ بالا ، ۲۹۳

۶۷ ۔ حوالہ بالا ، ص ۲۹۳

۶۸ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۲۷

۶۹ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۵۴

۷۰ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۶۱

۷۱ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۶۳

۷۲ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۶۵

۷۳ ۔ حوالہ بالا ، ص ۳۶۹

۷۴ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵۱۷

۷۵ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵۲۲ ۔ ۵۲۳

۷۶ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵۳۰ ۔ ۵۳۱

۷۷ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵۳۶

۷۸ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵۴۷

۷۹ ۔ حوالہ بالا ، ۵۴۱ ۔ ۵۴۲

۸۰ ۔ حوالہ بالا ، ص ۵

۸۱ ۔ یہ سب معلومات ڈاکٹر تیسیر فائق احمد محمود کے اس فاضلانہ مقدمہ سے ماخوذ ھیں جو انھوں نے علامہ زرکشی کی المنثور فی القواعد الفقھیہ کے شروع میں شائع کیا ہے۔ جلد اول ، طبع کویت ۱۹۸۲ء ۔

۸۲ ۔ یہ معلومات ڈاکٹر محمد طموم کے اس فاضلانہ مقدمہ سے ماخوذ ھیں جو انھوں نے امام کرابیسی حنفی کی کتاب الفروق پر لکھا ہے۔ کتاب الفروق للکرابیسی ، ج اول ، ص ۷ ۔ ۲۳ ۔ طبع کویت ۱۹۸۲ء ۔

۸۳ ـ بحواله ڈاکٹر محمد طموم ، حواله بالا ، ص ۱۱

۸۴ ـ حواله بالا ، ص ۱۱ ـ ۱۲

۸۵ ـ حواله بالا ، ص ۱۲

۸۶ ـ حواله بالا

۸۷ ـ حواله بالا ـ

★★★